مسدس حالیؔ

ڈاکٹر محمد اکرم ندوی، آکسفورڈ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بلبل کی چمن میں ہم زبانی چھوڑی　　بزم شعرا میں شعر خوانی چھوڑی
جب سے دل زندہ تونے ہم کو چھوڑا　　ہم نے بھی تری رام کہانی چھوڑی

میں نے مسدس حالی کا نام پہلی مرتبہ اس وقت سنا جب آزاد میں پڑھنے لگا۔ یہ کتاب یہاں کے مکتب پنجم کے نصاب میں داخل تھی، یعنی جو طلبہ مجھ سے ایک سال نیچے تھے وہ یہ کتاب پڑھ رہے تھے۔ ان کی دیکھا دیکھی میں نے بھی مسدس کا کچھ حصہ پڑھا۔ اس میں شک نہیں کہ مسدس حالی اردو ادب کی ایک عظیم الشان تخلیق ہے۔ اسے مد و جزر اسلام کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔ اس میں حالیؔ نے اسلامی تاریخ، مسلمانوں کے عروج وزوال، اور زوال کی وجوہات کو نہایت درد مندی اور فکری گہرائی کے ساتھ بیان کیا ہے۔ یہ نظم مسلمانوں کے اخلاقی، دینی، اور معاشرتی انحطاط پر آہ و فغاں کے مانند ہے۔ اس کا پہلا مسدس کتنا موہنی ہے:

کسی نے یہ بقراط سے جاکے پوچھا　　مرض تیرے نزدیک مہلک ہیں کیا کیا
کہا دکھ جہاں میں نہیں کوئی ایسا　　کہ جس کی دوا حق نے کی ہو نہ پیدا
مگر وہ مرض جس کو آسان سمجھیں
کہے جو طبیب اس کو ہذیان سمجھیں

خواجہ الطاف حسین حالیؔ (۱۸۳۷-۱۹۱۴ م) اردو کے ممتاز شاعر، نقاد، اور نثر نگار تھے۔ ان کی پیدائش پانی پت میں ہوئی اور انہوں نے اردو ادب و تنقید کی قابل قدر خدمات سر انجام دیں۔ حالیؔ کو اردو شاعری میں ایک اصلاحی تحریک کا بانی مانا جاتا ہے۔ بحیثیت انساں، حالی کا درجہ بہت بلند ہے۔ وہ فرشتہ خصلت، فراخ دل اور انکسار مجسم تھے۔ "ان کا قلب صافی حسن صداقت وشرافت کا آئینہ دار تھا" (صالحہ عابد حسین)۔ "حالی انسان نہیں، فرشتہ تھے" (راس مسعود)۔

مسدس حالی کی تخلیق اس وقت ہوئی جب برصغیر کے مسلمان سیاسی، سماجی اور مذہبی طور پر شدید انحطاط کا شکار تھے۔ حالیؔ نے اس کربناک صورت حال کو محسوس کیا اور مسلمانوں کی اس حالت پر نہ صرف غم وغصہ کا اظہار کیا بلکہ انہیں بیدار کرنے کی کوشش کی۔ اس نظم کو لکھنے کے پیچھے سر سید احمد خان کا ہاتھ تھا۔ "حالی کی سر سید سے ملاقات ہوئی، اور وہ سر سید کی اصلاحی تاریخ کے روح ورواں بن گئے۔ مسدس سر سید کی فرمائش پر لکھی گئی، اور سر سید اسے اپنی نجات کا باعث سمجھتے تھے، لیکن میرا خیال ہے کہ اس کی وجہ سے مسلمانوں کو بھی پستی سے نجات ملی" (آل احمد سرور)۔

یہ کتاب پڑھنے کے بعد سر سید نے حالیؔ کو ایک خط لکھا، جس کا ایک حصہ یہاں نقل کیا جاتا ہے: "جس وقت کتاب ہاتھ میں آئی، جب تک ختم نہ ہوئی ہاتھ سے نہ چھوٹی، اور جب ختم ہوئی تو افسوس ہوا کہ کیوں ختم ہوگئی... کس صفائی اور خوبی اور روانی سے یہ نظم تحریر ہوئی ہے، بیان سے باہر ہے۔"

مسدس حالی شاعری کی صنف مسدس سے تعلق رکھتی ہے، یعنی یہ ایک ایسی نظم ہے جس میں ہر شعر کے چھ مصرعے ہوتے ہیں۔ حالیؔ نے اس صنف کو چنا کیوں کہ اس میں تاثیر پیدا کرنے اور ایک تسلسل میں کہانی بیان کرنے کی خوبیاں موجود ہیں۔ مسدس میں بنیادی طور پر چار اہم موضوعات پر روشنی ڈالی گئی ہے:

ا۔ مسلمانوں کا ماضی

حالیؔ نے مسلمانوں کی ابتدائی عظمت اور عروج کا ذکر کیا ہے کہ کس طرح انہوں نے علم، ادب، فلسفہ، اور سائنس کے میدان میں شاندار کارنامے انجام دیئے:

غرض فن ہیں جو مایۂ دین و دولت　　طبیعی، الٰہی، ریاضی و حکمت
طب اور کیمیا، ہندسہ اور ہیئت　　سیاست، تجارت، عمارت، فلاحت
لگاؤ گے کھوج ان کا جاکر جہاں تم
نشاں ان کے قدموں کے پاؤ گے واں تم

۲۔ زوال کی وجوہات

حالی نے مسلمانوں کے زوال کی وجوہات پر گہری نظر ڈالی ہے۔ ان کے مطابق، مسلمانوں کے اندرونی اختلافات، اخلاقی انحطاط، علم سے دوری، اور دین سے بے توجہی ان کے زوال کی اہم وجوہات ہیں:

سدا اہل تحقیق سے دل میں بل ہے　　حدیثوں پہ چلنے میں دیں کا خلل ہے
فتاووں پہ بالکل مدارِ عمل ہے　　ہر اک رائے قرآں کا نعم البدل ہے
کتاب اور سنت کا ہے نام باقی
خدا اور نبیؐ سے نہیں کام باقی

۳۔ موجودہ حالت

حالیؔ نے مسلمانوں کی حالتِ زار کو نہایت دردناک انداز میں پیش کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ مسلمان اپنے ماضی کی عظمت کو بھول چکے ہیں اور اب ایک پست حال قوم بن چکے ہیں:

مگر مومنوں پر کشادہ ہیں راہیں
پرستش کریں شوق سے جس کی چاہیں

نیز:

نبی کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں
اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھائیں

نیز:

رہے اہل قبلہ میں جنگ ایسی باہم
کہ دینِ خدا پر ہنسے سارا عالم

۴۔ اصلاح کا پیغام

حالیؔ نے اپنی نظم میں مسلمانوں کو بیدار کرنے کا پیغام دیا ہے۔ وہ انہیں تلقین کرتے ہیں کہ وہ اپنے دین کی تعلیمات پر عمل کریں، علم کو اپنا زیور بنائیں، اور اخوت وبھائی چارے کو فروغ دیں:

رہو گے یونہی فارغ البال کب تک　　نہ بدلو گے یہ چال اور ڈھال کب تک
رہے گی نئی پود پامال کب تک　　نہ چھوڑو گے تم بھیڑیا چال کب تک
بس اگلے فسانے فراموش کردو
تعصب کے شعلے کو خاموش کردو

ہمارے استاد مولانا شمیم احمد اصلاحی رحمۃ اللہ علیہ کا شعری ذوق معیاری تھا۔ وہی اسے پڑھاتے تھے۔ میں نے ان کے سامنے مسدس کا یہ شعر پڑھا:

کوئی قرطبہ کے کھنڈر جاکے دیکھے
مساجد کے محراب و در جاکے دیکھے

اور کھنڈر میں نون کا اظہار کردیا، اس پر مولانا سخت ناراض ہوئے، اور انہیں حیرت ہوئی کہ میں نے اتنی بھونڈی غلطی کی۔ مفکر اسلام حضرت مولانا ابو الحسن علی ندوی مسدس کی سادگی اور تاثیر کے ثناخواں تھے، نہ کوئی مبالغہ، اور نہ کوئی کمزور روایت، اس کے باوجود ایک جادوئی تاثیر۔ یہ شعر کئی بار گنگاتے سنا:

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا　　مرادیں غریبوں کی برلانے والا
مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا　　وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا
فقیروں کا ملجا ضعیفوں کا ماویٰ
یتیموں کا والی غلاموں کا مولیٰ

یہ شعر معجزہ معلوم ہوتا ہے:

اتر کر حرا سے سوئے قوم آیا
اور اک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا

اسی طرح یہ شعر:

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوت ہادی
عرب کی زمیں جس نے ساری ہلادی

مسدس حالی اس لائق ہے کہ ہر مسلمان بچہ اسے پڑھے، سمجھے اور زبانی یاد کرے۔ اس میں اسلامی تاریخ کا مذاکرہ ہے، فکر اسلامی کی تصحیح ہے، ادب وشاعری کی اصلاح ہے، اور ایک معیاری زبان کی تربیت۔ اقبال نے حالیؔ کی موت کو بانگِ درا میں زندہ جاوید بنادیا:

شبلی کو رو رہے تھے ابھی اہل گلستاں
حالیؔ بھی ہوگیا سوئے فردوس رہ نورد

ALAWRAAQ
Publications
www.alawraaq.com